CSS-2023 اسلامیات

سوال نمبر 3 :

پیغمبر اقدس ﷺ کی حیات طیبہ جنگی حکمت عملی کے لیے نمونہ عمل ہے، وضاحت کریں۔

تعارف :-

حضرت محمد ﷺ کی دس سالہ زندگی سرایا گرم جنگوں پر مشتمل ہے۔ حدیث، سیرت اور مغازی کی کتابوں میں غزوات اور معرکوں کی طویل فہرست ملتی ہے۔ ان میں سے 28 غزوات میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے۔ اور 77 سرایا میں آپ ﷺ کی زیر ہدایت آپ ﷺ کے نائبین نے شرکت کی۔ ان تمام جنگی کارروائیوں کے نتیجے میں دس لاکھ مربع میل پر مشتمل وسیع اسلامی اسٹیٹ قائم ہوئی۔ مسلم شہداء اور کفار مقتولین کی تعداد جو ان جنگوں میں کام آئی 255 اور 759 علی الترتیب ہے۔ اس طرح جنگی قیدیوں کی کل تعداد 6564 ہے۔ جن میں صرف دو قیدیوں کو ان کے سنگین جرائم کی پاداش میں قتل کیا گیا۔

لہٰذا ... محمد ﷺ کی جنگی فراست

اور حربی صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو
اس امر کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ دنیا کے بہترین
اور کامیاب ترین سپہ سالار تھے اور اس میدان
میں بھی آپ ﷺ بہترین اسوۂ حسنہ ہیں۔

حضور ﷺ ایک عالمگیر انقلاب کے داعی تھے
جس کی بنیاد اس حقیقت پر تھی کہ اللہ
کے سوا کوئی الٰہ (Sovereign) یعنی حاکم
نہیں لا الہ الا اللہ کے نعرہ انقلاب کی زد میں
تمام وہ اقدار پڑتی تھیں جن کی پوجا کی جا
رہی تھی وہ مٹی و دھات کے بنے ہوئے بت ہی
نہ تھے بلکہ خواہشاتِ نفس، خاندان و برادری
کے بت، نسل پرستی اور ناجائز معاشی
مفادات، سب اس کی زد میں آتے تھے۔

عرب میں فوجی تنظیم کا معیار اتنا بلند نہ تھا۔
آپ ﷺ نے باقاعدہ صف بندی کا طریقہ اختیار
کیا۔ صفوں کو درست کرنے کے لیے سپیشل افسر
(وازع) بھی مقرر فرمایا۔ صف بندی کے
بعد آپ ﷺ خود معائنہ کرتے تھے اور کم عمر
اور ناقابل اعتماد آدمیوں کو فوج سے نکال
دیتے تھے۔

Scanned with CamScanner

بطور سپہ سالار آپؐ کے اوصاف

① نظریہ جنگ میں تبدیلی:

آپؐ قرآنی آیات تعلیمات کی عملی تصویر تھے۔ جنگ اور معرکہ میں آپؐ نے احکام الٰہی کی پوری پوری پابندی کی ہے۔ آپؐ تاریخ انسانی میں منفرد سپہ سالار ہیں جنہوں نے جنگ کا مقصد اور نقطہ نظر ہی بدل دیا۔ عربوں میں جنگ کے لئے کا کلمہ استعمال کیا جاتا تھا جس سے مقصود ذاتی انتقام لینا اپنی بہادری کا سکہ بٹھانا، ملک میں وسعت دینا اور دیگر دنیاوی خواہشات کی تکمیل تھا۔ "آپؐ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور دوسرا شہرت کے لئے لڑتا ہے تیسرا قومی یا وطنی حمیت کے لیے لڑتا ہے ان میں سے کس کی لڑائی فی سبیل اللہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو قومی حمیت کے لیے لڑتا ہے!"

② عزم راسخ اور ارادہ محکم:

رسول اللہ ﷺ کا تن تنہا مشرکین کے ابلتے

[illegible] نزول

Scanned with CamScanner

وہی ہے کہ اپنے آخری دم تک ڈٹے رہنا۔
آپ ﷺ کے قوی اور مضبوط ارادے کی دلیل ہے
یہ ارادہ کبھی متزلزل نہ ہو سکا۔ آپ ﷺ
نے اعراض، تکذیب، مصیبتوں اور
خطرات کو صبر سے برداشت کیں اور اپنے
شہر سے دوسرے شہر میں ہجرت کر گئے اور ہمیشہ
مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی
قوت سہارا بننے کے قابل ہو گئی اور
اسلام مضبوط ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس طاقت
سے اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ
کیا۔ آپ ﷺ تمام نامساعد حالات میں
ثابت قدم رہے۔ اپنے اردگرد کے تمام لوگوں
سے برابر مقابلہ جاری رکھا۔ یہاں تک
کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کو غالب
کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی دشمنوں کی
بے اندازہ فوجی طاقت کی ذرا پرواہ
نہ کی، نہ اپنا ارادہ بدلا۔ حضرت محمد ﷺ
کی پوری زندگی قوی اور مضبوط ارادے
کی بہترین مثال ہے

(3) مسئولیت کا تحمل:

مسلمانوں میں کوئی بھی ایسا آدمی نہ تھا جو
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں کے اندر ... جنگی

اعمال میں عظیم ذمہ داری کو برداشت
کر سکتا اور پھر حضرت محمد ﷺ کے اعمال و مقام
کتنے عظیم تھے کہ جنہوں نے تاریخ کا رخ
بدل کر رکھ دیا۔ اور اس ذمہ داری سے بڑھ
کر اور کونسی عظیم اور نازک ذمہ داری
ہے جیسے حضور ﷺ نے اول ابتدائے وحی سے
لے کر رفیق اعلیٰ سے ملنے تک اٹھائے رکھا۔
یہ صحیح ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ رض آپ ﷺ سے
ہر معاملہ میں تعاون کرتے تھے لیکن ہر
چیز کی ذمہ داری صرف رسول اللہ ﷺ کی
ذات اقدس پر تھی۔

④ غیر متزلزل اور غیر متغیر پرسکون مزاج:
حضرت محمد ﷺ کی طبیعت میں فتح اور
شکست دونوں حالتوں میں کبھی تغیر اور
تبدیلی نہیں ہوا۔ آپ ﷺ اپنے اعصاب
پر اس طرح قابو رکھتے تھے جو خیال سے
زیادہ حقیقت پر مبنی ہوتا تھا۔ انتہائی
خطرناک حالات اور سنگین معاملات میں بھی۔

جنگ احزاب کے دن بھی اپنے حواس
کو برقرار رکھنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ خصوصاً
یہود [illegible] کی غداری کے بعد۔ اس کے باوجود

آپ ﷺ اپنے حواس پر غالب رہے۔ لشکروں کا
مقابلہ کیا اور یہود کا خاتمہ کر دیا۔

فتح مکہ کی مثال:

مسلمانوں نے آپ ﷺ کو اس دن اس
حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک پالان
پر جھکا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے روئیں روئیں سے
بے انتہا تواضع اور انکسار کا اظہار ہو رہا تھا۔
یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک
سواری پالان کے وسط کو چھو رہی تھی اور
جتنا آپ ﷺ کو اس فتح کی اہمیت کا
احساس ہوتا جاتا، اسی قدر اپنی سواری
پر خدا کے حضور جھکتے جاتے، سجدہ شکر
بجا لاتے۔

(5) مردم شناسی قابلیت کی معرفت:

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کی
نفسیات اور قابلیت کو بہت اچھی طرح
جانتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ انہی میں ایک
فرد کی طرح زندگی گزار رہے تھے اور
رنج و راحت میں ان کا ساتھ شریک
رہتے اور ہر معاملے میں مساوات کا
سلوک کرتے۔ آپ ﷺ تمام صحابہ کی خوبیاں
اور کمالات الگ الگ بیان کرتے تھے۔ آپ ﷺ

ہر آدمی کو اسی کام پر متعین فرماتے جس کام کو اس کی جسمانی اور عقلی طاقت برداشت کر سکتی۔ یہی وجہ تھی کہ اکثر صحابہ ان مہمات کو باآسانی سرانجام دے دیتے جو ان کے سپرد کی جاتیں۔ آپ نے جنگِ حنین کے بعد مؤلفۃ القلوب کی دلوں کو دولت دے کر مائل کر لیا، اسی لئے دشمن کا مادہ ان کے دماغوں کو ماؤف کر دیتا تھا، ان لوگوں نے ابھی ایمان کی حلاوت نہیں چکھی تھی۔

حضور کریم ﷺ کی جنگی اصلاحات:

اسلام نے ہر شخص کو بنیادی حقوق عطا فرمائے ہیں، کسی پر ظلم کے پہلو کو روا نہیں رکھا ہے۔ اہلِ قتال جن پر تلوار اٹھانا جائز ہے، ان پر بھی دست درازی کا غیر محدود حق حاصل نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے بھی کچھ حدود ہیں جن کی پابندی ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے ان حدود و آداب کی پابندی مجاہدین کے لیے لازمی قرار دیا ہے۔ ان آداب کو ایک ایک کر کے بیان کیا گیا ہے

Scanned with CamScanner

① غفلت میں حملہ کرنے سے احتراز:

اہل عرب کا قاعدہ تھا کہ رات کے وقت جب لوگ سو جاتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔ نبی کریم ﷺ نے ان عادت کو بند کیا اور قاعدہ مقرر کیا کہ صبح ہونے سے پہلے دشمن پر حملہ نہ کیا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خیبر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
" نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت کسی قوم پر پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جاتی حملہ نہ کرتے۔ "

② آگ میں جلانے کی ممانعت:

عرب اور غیر عرب شدت غضب انتقام میں دشمن کو آگ میں ڈال دیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اس وحشیانہ حرکت سے بھی منع فرمایا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔
" آگ کا عذاب دینا سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے کسی کو سزاوار نہیں ہے۔ "

(7) لوٹ مار کی ممانعت:۔

اسلام نے جنگ کی صورت میں کامیابی ہونے پر لوٹ کھسوٹ سے منع کیا ہے۔ ایک دفعہ سفر جہاد میں صحابہؓ نے کچھ بکریاں لوٹ لیں اور ان کا گوشت پکا کر کھانا چاہا۔ نبی کریمؐ کو جب خبر ہوئی تو آپؐ نے دیگچیاں الٹ دیں اور فرمایا

"لوٹ کھسوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں ہے"۔

(8) تباہ کاری کی ممانعت:

اقوام کی پیش قدمی کے وقت فصلوں کو خراب کرنا، کھیتوں کو تباہ کرنا، بستیوں میں قتل عام اور آتش زنی کرنا جنگ کے معمولات میں سے ہے مگر اسلام ان چیزوں کو فساد سے تعبیر کرتا ہے اور سختی کے ساتھ ناجائز قرار دیتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

"اور جب وہ حاکم بنتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلائے اور فصلوں اور نسلوں کو تباہ کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا"۔

(سورۃ بقرہ: 205)

⑤ قتل سفیر کی ممانعت:

سفراء اور قاصدوں کے قتل سے بھی نبی اکرم ؐ نے منع فرمایا ہے۔ مسلیمہ کذاب کا قاصد عبداللہ بن الحارث جب اس کا گستاخانہ پیغام لے کر حاضر ہوا تو آپ ؐ نے فرمایا۔ اگر قاصدوں کا قتل منع نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔

⑥ بدعہدی کی ممانعت:

غدر، نقض عہد اور معاہدین پر دست درازی کرنے کی برائی کے متعلق بے شمار احادیث آئی ہیں دین کی نگاہ میں یہ فعل اسلام میں بدترین قرار دیا گیا۔

حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا۔

"جو کوئی کسی معاہد کو قتل کرے گا اسے جنت کی بو تک نصیب نہیں ہو گی۔ حالانکہ اس کی بو چالیس برس کی مسافت سے محسوس ہو جاتی ہے"